سوال

(29) مسئلہ قربانی مرغ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مدعیان عمل بالحدیث کا ایک گروہ مرغ کی قربانی کو مشروع اور صحابہ کرام کا معمول بہ قرار دیتا ہے۔ اوران میں سے بعض لوگ بقرہ عید کو مرغ کی قربانی کرتے ہیں۔ اوراس میں احیاء سنت کا ثواب جانتے ہیں۔ اورکہتے ہیں کے امام ابن حزم جو بڑے عظیم الشان محدث فقیہ مجدد وقت فخر الندلس تھے۔ اس کے مجوزتھے۔ کیا یہ بات صحیح ہے یا غلط ہے؟ اگر صحیح ہے تو قرآن وسنت میں اس کا ثبوت کیا ہے۔ اورجماعت اہل حدیث کا اس پر عمل کیوں نہیں ہے۔ بلکہ بعض اہل حدیث علماء اُس کو منع کرتے ہیں۔

1،۔ عموم سے مراد یہ آیت ہے۔ قرآن

اس عہد کی تمام سواریوں کا زکر کر کے فرمایا پیدا کرے گا وہ سواریاں جو تم نہیں جانتے۔ (الراقم علی محمد سعیدی)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

الحمد للہ رب العالمین۔ اما بعد فا اقول وباللہ التوفیق۔ واضح ہو کہ قرآن کریم سورة حج میں ہے کہ

یعنی ہر امت کیلیۓ ہم نے زبح مناسک کے طریقے مقرر کئۓ ہیں۔ تاکہ وہ جو چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں۔ جو اللہ نے ان کو دے رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس

آیت کریمہ میں قربانیوں کیلیۓ 1،۔ عموم سے مراد یہ آیت ہے۔ قرآن

اس عہد کی تمام سواریوں کا زکر کر کے فرمایا پیدا کرے گا وہ سواریاں جو تم نہیں جانتے۔ (الراقم علی محمد سعیدی)

کا زکر فرمایا ہے۔ **بہیمة الانعام** اطلاق قرآن وحدیث کی زبان میں بھیڑ۔ بکری گائے بھینس اونٹ اور دنبہ پر آیا ہے۔ اور یہ ازواج ثمانیہ ہیں۔ جن کا زکر سورہ انعام میں ہے۔ بروئے قرآن وحدیث قربانی انھیں جانوروں سے مخصوص ہے۔ عہد نبوی ﷺ اور قرن سلف وخلف اہل اسلام میں بالاجماع تعامل انہی جانوروں کی قربانی پر چلا آیا ہے۔ اور یہی سنت ابراہیمی ہے۔) زادالمعاد جزاول ص 328 افضل رفی ہدیہ) میں ہے۔

یعنی حرم کی قربانیاں اور خانگی قربانیاں اور عقیقہ یہ سب ان چارپایئوں کے ساتھ مخصوص ہیں جو سورہ انعام میں مذکور ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے عہد میں ان جانوروں

کے سوا کسی جانور کی قربانی ثابت نہیں ہے۔ درایہ تخریج ہدایہ ص 326 میں ہے۔

یعنی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے قربانی اُونٹ گائے بکری کے بغیر منقول نہیں ہے۔ ان کی قربانی جامع صحیح بخاری کی احادیث سے ثابت ہے۔ اوران کے علاوہ غیر جنس کے جانوروں کی قربانی صحیح بخاری یا کتب صحاح کی حدیثوں سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

لاتذبحوا الامسنۃ الاان یعسر علیکم فتذبحو جذعۃ من الضان

یعنی دو دانت جانور کے بغیر کسی کو ذبح نہ کرو اگر دو دانت والا میسر نہ ہو تو اٹھ دس 1 ماہ کا میڈھا قربانی کردو۔

پس پرندے مرغ وغیرہ نہ مسنہ ہیں نہ جزع ہیں اس لئے منع ہیں مرغ کی قربانی کا ثبوت نہ کسی نص قطعی الثبوت اور قطعی الاثبات سے نہیں اور نہ قرون ثلاثہ میں اس پر تعامل پایا گیا ہے۔ اس کو سنت قرار دینا جہالت ہے۔ جس سے بچنا واجب ہے۔ کیونکہ سنت وہ کام ہے جس پر نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین رضوان اللہ عنہم اجمعین کا تعامل پایا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث

فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین

سے ظاہر ہے۔ جن جانوروں کی قربانی شعائر اللہ میں شعار ہے وہ ازواج ثمانیہ ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ مرغ کی قربانی شعائر اللہ میں داخل نہیں نہ یہ ہدی میں ذبح ہوا اور نہ اضحیہ اور نہ عقیقہ میں یہ بعد رائے سے ایجاد کیا گیا ہے۔ کہ اس کی قربانی مشروع ہے۔ حالانکہ یہ

کا مصداق ہے۔ قرآن مجید میں حاجی کیلئے جو

کا حکم وارد ہے۔ اس کی تفسیر بھی اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ سے کی گئی ہے۔ (جامع البیان)

مجوزین کا استدلال اوراس پر تنقید

جو مدعیان عمل بالحدیث مرغ کی قربانی کے مجوز ہیں۔ وہ اپنے دعویٰ کے اثبات میں تلخیص کے والہ سے حضرت ابو ہریرہ کا اثر پش کرتے ہیں جس سے یہ دعوی ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اثر بے سند ہے۔ جو حجت نہیں ہے۔ تلخیص میں تو اس کا ابو ہریرہ کی طرف نسبت کرنا ہی مخدوس ہے الفاظ اس کے یہ ہیں۔

وعن ابی ہرہرۃ انہ ضحی بذالک وفی نسختہ بدیک

(تلخیص الجبیر جلد 2 ص 384)

یعنی اس اثر ابی ہریرہ کے الفاظ ضحی آگے دو نسخے ہیں ایک میں بذالک اور دوسرے میں بدیک ہے۔ جس مشار الیہ لفظ۔ خیل ہے جو اس سے پہلے سہیلی کی ایک غیر معروف روایت میں وارد ہے۔ اگر دیک کا نسخہ درست ہے۔ تو اس میں مرغ کا ذکر ہے۔ مگر یہ تصحیف ہو گا جو بذالک کا بدیک بن گیا۔ جب یہ شبہ پر گیا تو استدلال ساقط ہوا۔

اذا الاحتمال بطل الاستدلال

دوسرا ثبوت اسی اثر کا سبل السلام سے پیش کیا جاتا ہے۔ کہ وہاں عبارت یوں ہے۔

وما روي عن ابي هريرة انه ضحى بديك

یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔ کہ انہوں نے مرغ قربانی دیا سبل السلام کوئی حدیث کی کتاب نہیں ہے ۔ صرف بلوغ المرام حدیث کی کتاب کی شرح ہے ۔ جس کے شارح علامہ اسماعیل امیر ہیں انہوں نے یہ الفاظ تلخیص ہی سے غالباً نقل کیے ہیں ۔ کیونکہ سوائے تلخیص کے کسی معتبر کتاب میں روایت نہیں پائی گئی ۔ لہذا اس میں لفظ بدیک مخدوش ہے ۔ پھر اگر اس لفظ کو بدیک ہی تسلیم کیا جائے تو بھی یہ اثر قبول نہیں کیونکہ بلا اسناد نقل کیا گیا ہے ۔

1 ۔ اٹھ دس ماہ کا میڈھا قول مرجوح ہے اور ایک سال کا میڈھا قول صحیح ہے ۔ جیس کہ شروح حدیث میں ہے ۔ (سعیدی)

یہ ضابطہ محدثین میں مسلم ہے کہ کوئی حدیث یا اثر صحابی بلا اسناد مقبول نہیں ۔ اہل بدعت میں کئی آثار مشہور ہیں ۔ اور بعض روایات کتب فقہ میں اور شروح اور حواشی میں بصیغہ مجہول لفظ روی سے منقول ہیں ۔ جن کی کوئی سند نہیں ہے ۔ اس لیے وہ قابل التفات ہیں جو لوگ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر کو حجت سمجھتے ہیں ۔ ان کو چاہیئے کہ اس کی اسناد پیش کریں ۔ دونہ خرط التقات نہیں جب سند پیش ہوگی تو پھر غور کیا جائے گا ۔ کہ وہ صحیح ہے ۔ یا ضعیف ہے ۔ اسی طرح سہیلی کی روایت ناقابل اعتبار ہے ۔ جو بغیر سند ہے لہذا امام رافعی کا یہ فرمان سولہ آنہ درست ہے ۔

تلخیص بحوالہ مذکور ۔ یعنی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے اونٹ ۔ گائے ۔ بکری کے بغیر کسی جانور کی قربانی ثابت نہیں ۔

پس یہ کہہ کر حافظ ابن حجر نے جو اس اجماع پر قابل نظر ہے جلد نمبر 10 ش نمبر 3 وہ ناکام رہا ۔ اور یہ مضبوط قلعہ تعامل اجماعی کا بدستور قائم ہے یہی وجہ کہ درایہ میں حافظ نے اس قلعہ میں پناہ لیکر اتفاق کر لیا ہے ۔ کما تقدم اگر بالغرض یہ اثر درست ہو تو حجت نہیں کیونکہ اثر ہے ۔ جو قرآن و حدیث کے خلاف ہے ۔ قرآن و حدیث میں بہیمۃ الانعام کی قربانی وارد ہے ۔ مرغ کا قربانی یا عقیقہ میں ذبح کرنا ثابت نہیں ۔ اول اثر ہے ۔ ۔ ۔ دوم بلا سند ہے ۔ ۔ ۔ ۔ سوم کسی مستند کتاب میں صحیح الفاظ سے ثابت نہیں ۔ ۔ ۔ تو پھر یہ قابل استدلال کس طرح ہو سکتا ہے ۔ اور اس پر سنیۃ کا دارومدار کس طرح رکھا جا سکتا ہے ۔ ؟

دوسری دلیل

محلی ابن حزم سے یہ منقول ہے کہ (محلی جلد 7 ص 358)

یعنی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں مرغ قربانی کردوں تو کوئی پرواہ نہیں اور اگر قربانی کے جانور کی قیمت لے کر کسی مفلس تنگ دست پر صدقہ کردوں تو یہ مجھے قربانی ذبح کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے ۔

دوسری دلیل پر جرح

یہ قول بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مثبت دعویٰ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں نہ تو مرغ قربانی میں ذبح کرنے کا ذکر ہے ۔ اور نہ حکم ہے کہ مرغ قربانی کر دو ۔ بلکہ اس میں لفظ لو کے ساتھ کلام کی گئی ہے ۔ جس کو تمنا کے معنی میں استعال کیا گیا ہے ۔ تمنا کے معنی میں لو کا ستعمال آجاتا ہے جس سے تمنا کا مفہوم سمجھا جاتا ہے ۔ فعل تمنا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں رہتی ۔ پس ۔ مقصد حضرت بلال کا قربانی کا عدم وجوب ظاہر کرنا ہے ۔ کہ قربانی معروف محض تطوع ہے فرض نہیں اگر مرغ قربانی کر دیتا تو پروانہ تھی ۔ اور قیمت قربانی کی صدقہ کر دیتا تو کیا پرواہ تھی ۔ یہ بھی اچھا ہوتا ۔ چنانچہ اس پر حضرت بلال کا آخری کلام دلالت کر رہا ہے ۔

حضرت ابن عباس کا اثر

اور حضرت ابن عباس کا یہ اثر دال ہے۔ کہ

یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو دو درہم دیئے کہ ان کے ساتھ گوشت بازار سے خرید لاؤ اور جو شخص تم کو ملے اس کو یہ کہہ دو کہ یہ ابن عباس کی قربانی ہے۔

اس کا مطلب بھی یہی ہے۔ کہ قربانی معروف فرض نہیں تطوع ہے۔ عید کے دن گوزت خرید کرنا اور اس کو صدقہ کر دینا ثواب ہے جیسے کوئی تنگ دست حجامت بنوالے اور عید کے بعد حجامت بنوائے تو قربانی کا ثواب ہے۔ لیکن اصل قربانی نہیں ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے کہا جائے ماں باپ کی طرف دیکھنا حج کرنا یہ اصل حج نہیں ہے۔ بالو شرطیہ ہے یہ جب ماضی داخل ہوتا ہے۔ تو تعلیق فی الماضی کے لئے آتا ہے۔ جہاں صرف جزاء کے وجود کو پختہ کرنا مقصود ہے خواہ۔ شرط موجود ہو یا مفقود ہو تو یہاں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قربانی سے لاپراوائی ظاہر کرنا ہے کہ یہ فرض نہیں ہے۔ اگر میں مرغ قربانی میں زبح کر دیتا یا اس قربانی کی قیمت ہی کسی غریب کو دے دیتا تو کوئی مضائقہ نہ ہوتا یہ تعلیق ہے جس پر نہ عمل ملال نے کیا اور نہ کسی اور نے کیا جیسے حدیث میں ہے کہ

تصدقوا ولو بظلف محرق

یعنی صدقہ دو اگرچہ جلا ہوا پایہ بکری ہو۔ الغرض ماکنت اُبالی کہہ کر مرغ قربانی کرنے اور قیمت قربانی دینے کو یکساں بنانے کی تمنا ظاہر کی ہے۔ جیسے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

ما ابالی شربت الخمر او عبدت ہذہ الساریۃ دون اللہ

یعنی میں پروا نہیں کرتا کہ شراب نوش کروں یا اس ستون کی پوجا کروں یکساں گناہ ہے۔ اس سے گناہ میں یکساں ظاہر کرنا ہے۔ نہ کہ اصل حکم کہ ایک فسق ہے اور دوم شرک ہے۔ مقصد دونوں سے بچنا ہے اسی طرح حضرت بلال کا مطلب نہ مرغ کو قربانی کرنا ہے اور نہ قیمت دینا ہے اس سے اصل مقصد قربانی کی فرضیت سے انکار ہے۔ اگر اس سے تعلیق فی الماضی سے سنیت کا حکم ثابت کیا جئے تو قربانی نہ کرنا اور اکی قیمت دینا بھی مسنون اور مشروع ہوگا اور گوشت خرید کر دینا بھی سنت ہوگا۔ جس سے ملحدین کی بات صحیح ثابت ہوگی۔ جو کہتے ہیں کہ قربانیاں نہ کرو اہراق دم ضروری نہیں قیمتیں صدقہ کر دو کہ مہاجرین بہت حاجت مند ہیں۔

چڑیا کی قربانی

نیز عقیقہ میں چڑیا کرنا بھی جائز ہوگا۔ کیونکہ موطا امام مالک باب استجاب عقیقہ میں ہے۔ کہ ابراہیم بن حارث تیمی نے کہا۔

مستحب العقیقۃ ولو بعصفور

یعنی عقیقہ مستحب ہے۔ اگرچہ چڑیا زبح کر دو۔ تو کیا چڑیا بھی عقیقہ یا قربانی میں زبح کی جا سکتی ہے۔ ؟

آخری دلیل

ایک دلیل فضیلت جمعہ میں حدیث ساعات پش کرتے ہیں۔ کہ اس میں

کانما قرب دجاجۃ

وارد ہے کہ جو چہارم ساعت میں آئے اس کو مرغی قربانی دینے کا ثواب ہے۔ اس حدیث میں مرغی قربانی دینے کا مطلب مرغی صدقہ کرنے کا ہے۔ نیل الاوطار میں ہے۔

اي تصدق بها

کہ اس کو صدقہ کیا اگر قربانی مشہور مراد ہے تو پھر بکروں بھیڑوں کی جگہ انڈے قربانی ہونے لگیں گے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ ہے کہ

فكانما قرب بيضة

پانچویں ساعت میں انڈا قربانی کرنے کا ثواب پائے گا۔ مرغ کی قربانی ثابت نہیں۔ اور نہ اس پر سلف کا تعامل ثابت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن حزم گو بہت بڑے عالم ہیں۔ مگر ان کی کوئی بھی بات نصوص قطعیہ کے خلاف اجماع کے خلاف مانی نہیں جا سکتی ان عاملین بالرائے کو جان لینا چاہیے کہ علامہ ابن حزم نے قریش کی ثابت کر کے غیر قریش کی امارت کو باطل قرار دیا۔ اگر اس کو ہم نے مان لیا تو پھر مرغی والوں کی عمارت کا کارخانہ ہی منہدم ہو جائے گا۔ اسی طرح ابن حزم نے مدرک رکوع کو رکعات کے اعادہ کا وجوباً ورنہ نماز باطل ہے۔ یہ بھی ماننی ہوگی اگر نہیں تو قربانی مرغ میں ان کی بے دلیل بات کیسے مانی جا سکتی ہے۔ ؟

اور آجکل موسیقی کے جواز میں ابن حزم کو بڑے شدومد سے عیاش اور بے دین لوگ پش کر رہے ہیں۔ کہا یہ حضرات موسیقی کے جواز کا بھی فتویٰ دے دیں گے۔ ؟ (الاعتصام جلد 10 ش 20)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 13 ص 74-80

محدث فتویٰ